حرّیتِ فکر کے احیا کی ضرورت

سرکار رسالت مآبؐ نے جس حریت فکر کی تخم ریزی کی تھی، اور احکام الٰہی کی اطاعت کے ساتھ ساتھ انسان کے مقابلے میں آزادی رائے استعمال کرنے کا جو سبق اپنے متبعین کو خود اپنے عمل اور اپنے برتاؤ سے سکھلایا تھا، اسی کا یہ اثر تھا کہ صحابہ کرامؓ تمام انسانوں سے زیادہ احکام الٰہی کے اطاعت کیش، اور تمام انسانوں سے زیادہ آزاد خیال و جمہوریت پسند تھے۔ وہ بڑے سے بڑے شخص کے مقابلے میں بھی اپنی رائے کی آزادی کو قربان نہ کرتے تھے۔ ان کی ذہنیت سے یہ بات بالکل بعید تھی کہ کسی رائے کو محض اس بنا پر تنقید سے بالاتر سمجھیں کہ وہ فلاں بڑے آدمی کی رائے ہے۔ ان میں جو بڑے آدمی تھے، جن کی بڑائی کو وہ خود تسلیم کرتے تھے اور جن کی بڑائی آج ایک دنیا تسلیم کر رہی ہے، ان کی رائے کو بھی انھوں نے محض ان کی بڑائی کی بنا پر قبول نہ کیا بلکہ آزادی کے ساتھ رد بھی کیا اور قبول بھی کیا۔ خلفاے راشدین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے زیادہ اس آزادی رائے کے حامی تھے۔ انھوں نے اپنے آقا کی پیروی میں اس کو نہ صرف گوارا کیا، بلکہ اس کی ہمت افزائی کی، اور کبھی کسی چھوٹے سے چھوٹے آدمی سے بھی یہ مطالبہ نہ کیا کہ ہم بڑے آدمی ہیں، اس لیے ہماری بات کو بے چون و چرا تسلیم کرو۔

خلفاے راشدین کے بعد بنی امیہ اور بنی عباس نے اس حریت فکر کو تخویف اور اطماع [ڈرا دھمکا کر اور لالچ کے ذریعے] ظلم و ستم اور زرپاشی کی طاقتوں سے ہر طرح کچلنے کی کوشش کی مگر تابعین اور تبع تابعین اور ان کے بعد بھی ایک مدت تک یہ روح مسلمانوں میں باقی رہی۔ ابتدائی دو تین صدیوں تک آپ کو تاریخ اسلامی میں اس کے نہایت روشن نشانات نظر آئیں گے۔ امرا اور حکام کے مقابلے میں آزادی تو نسبتاً ایک چھوٹی چیز ہے۔ روح اور دماغ کی آزادی کا سب سے بڑا مظہر یہ ہے کہ انسان جس کو مقدس سمجھے، جس کی عزت و عظمت اس کے پہنائے قلب میں جاگزیں ہو، اس کی بھی اندھی تقلید سے انکار کر دے، اور اس کے مقابلے میں بھی آزادی کے ساتھ سوچے اور آزادی کے ساتھ رائے قائم کرے۔ یہی اسپرٹ ہم کو اس دور کے اہل علم میں نظر آتی ہے۔ صحابہ کرامؓ سے بڑھ کر مقدس ہستیاں اور کون ہوں گی اور حضرات تابعین سے بڑھ کر کس کے دل میں ان کا احترام ہو گا مگر یہ لوگ آزادی کے ساتھ صحابہ کرامؓ کی آرا پر نقد کرتے تھے، ان کے اختلافات میں محاکمہ کرتے تھے اور ایک کی رائے کو چھوڑ کر دوسرے کی رائے کو قبول کرتے

تھے۔ اختلاف صحابہ میں امام مالکؒ کس صفائی کے ساتھ فرماتے ہیں: خطا وصواب فانظر فی ذالک، "ان کی آرا میں خطا بھی ہے اور صواب بھی۔ تم خود غور کر کے رائے قائم کرو"۔ اسی طرح امام ابوحنیفہؒ کا ارشاد ہے: احد القولین خطا والماثم فیہ موضوع، "دو مختلف اقوال میں سے ایک بہرحال غلط ہو گا"۔

خود ان بزرگوں میں سے بھی کسی نے یہ نہیں کہا کہ ہم خطا سے بری ہیں اور تم اپنی فکر و نظر کو بالکل معطل کر کے صرف ہماری رائے کی پیروی کرو۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ جب کسی مسئلے میں اپنی رائے سے کچھ فرماتے تو ساتھ ہی یہ بھی فرما دیتے: ھذا رایی فان یکن صواباً فمن اللہ وان یکن خطاً فمنی واستغفر اللہ، "یہ میری رائے ہے۔ اگر درست ہے تو اللہ کی طرف سے ہے، اگر غلط ہے تو میری خطا ہے اور میں خدا سے مغفرت چاہتا ہوں"۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں: لا تجعلوا خطا الرای سنۃ للامۃ، "رائے کی غلطی کو امت کے لیے سنت نہ بنالو"۔

حضرت ابن مسعودؓ کا قول ہے: الا لا یقلدن احدکم دینہ رجلا ان امن امن وان کفر کفر فانہ لا اسوۃ فی الشر، "خبردار کوئی شخص اپنے دین کے معاملے میں کسی دوسرے شخص کی اندھی تقلید نہ کرے کہ وہ مومن ہوا تو یہ بھی مومن رہا اور وہ کافر ہوا تو یہ بھی کافر ہو گیا۔ برائی اور غلطی میں کسی کی پیروی نہیں ہے"۔

امام مالکؒ فرماتے ہیں: انما انا بشر اخطی واصیب فانظر وافی رائی فکلما وافق الکتاب والسنۃ فخذوہ وکلما لم یوافق الکتاب والسنۃ فاترکوہ، "میں ایک انسان ہوں۔ میری رائے غلط بھی ہوتی ہے اور درست بھی۔ تم میری رائے میں نظر کرو۔ جو کچھ کتاب و سنت کے موافق پاؤ، اسے قبول کرو اور جو بات خلاف دیکھو، اسے چھوڑ دو"۔ امام مالکؒ ہی کا یہ واقعہ تاریخوں میں موجود ہے کہ خلیفہ منصور عباسی ان کی کتاب، الموطا کو تمام عالم اسلامی کا دستور العمل بنانا چاہتا تھا اور اس کا خیال یہ تھا کہ تمام مذاہب فقہیہ کو موقوف کر کے صرف مذہب مالکی کو رائج کر دے۔ مگر امام صاحب نے خود اس کو ایسا کرنے سے روک دیا کیونکہ وہ دوسروں سے تحقیق اور آزادی رائے اور اجتہاد کا حق سلب کرنا نہیں چاہتے تھے۔

امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں: لا یحل لاحد ان یقول مقالتنا حتی یعلم من این قلنا، "کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ ہمارے قول کا قائل ہو تاوقتیکہ اسے یہ معلوم نہ ہو کہ ہمارے قول کا ماخذ کیا ہے"۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں: مثل الذی یطلب العلم بلاحجۃ کمثل حاطب لیل یحمل حزمۃ حطب وفیہ افعی تلدغہ وھو لا یدری، "جو شخص حجت کے بغیر علم حاصل کرتا ہے، اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو رات کو لکڑیاں چن رہا ہے، وہ لکڑیوں کا گٹھا اٹھاتا ہے اور اس کو خبر نہیں کہ اس گٹھے میں کہیں سانپ بھی

چھپا ہوا ہے جو اس کو ڈس لے گا"۔

تقریباً تین صدیوں تک تحقیق و اجتہاد اور حریت فکر و نظر اور آزادانہ طلب حق کی وہ اسپرٹ مسلمانوں میں پوری شان کے ساتھ باقی رہی جس کو خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے متبعین میں پیدا کر گئے تھے۔ اس کے بعد امرا و حکام اور علما و مشائخ کے استبداد نے اس روح کو کھانا شروع کر دیا۔ سوچنے والے دماغوں سے سوچنے کا حق اور دیکھنے والی آنکھوں سے دیکھنے کا حق اور بولنے والی زبانوں سے بولنے کا حق سلب کر لیا گیا' درباروں سے لے کر مدرسوں اور خانقاہوں تک ہر جگہ مسلمانوں کو غلامی کی باقاعدہ تربیت دی جانے لگی۔ دل اور دماغ کی غلامی' فکر اور نظر کی غلامی' روح اور جسم کی غلامی' ان پر پوری طرح مسلط ہو گئی۔ دربار والوں نے اپنے سامنے رکوع اور سجدے کرا کے غلامانہ ذہنیت پیدا کی۔ مدرسے والوں نے خدا پرستی کے ساتھ اکابر پرستی کا زہر دماغوں میں اتارا۔ خانقاہ والوں نے "بیعت" کے مسنون طریقے کو مسخ کر کے مقدس غلامی کا وہ طوق مسلمانوں کی گردنوں میں ڈالا جس سے زیادہ سخت اور بھاری طوق انسان نے انسان کے لیے کبھی ایجاد نہ کیا ہو گا۔ جب غیراللہ کے سامنے تابہ زمیں سر جھکنے لگیں' جب غیراللہ کے آگے نماز کی طرح ہاتھ باندھے جانے لگیں' جب انسان کے سامنے نظر اٹھانا بھی سوء ادب ہو جائے' جب انسان کے ہاتھ اور پاؤں چومے جانے لگیں' جب انسان' انسان کا خداوند اور مالک اور ان داتا بن جائے' جب انسان بذات خود امر و نہی کا مختار اور کتاب اللہ و سنت رسولؐ کے استناد [سند] سے بری قرار دیا جائے' جب انسان خطا سے پاک اور نقص سے بری اور عیب سے منزہ سمجھ لیا جائے' جب انسان کا حکم اور اس کی رائے اعتقاداً نہ سہی' عملاً اسی طرح واجب الاطاعت قرار دے لی جائے' جس طرح خدا کا حکم واجب الاطاعت ہے تو پھر سمجھ لیجیے کہ اس دعوت سے منہ موڑ لیے گئے جو' اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ [آل عمران ۳:۶۴)' "یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرائیں' اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنا لے"] کے ساتھ دی گئی تھی۔ اس کے بعد کوئی علمی' اخلاقی' روحانی ترقی ممکن ہی نہیں۔ پستی اور زوال اس کا لازمی نتیجہ ہے۔ (اشارات' ترجمان القرآن' جلد ۹' عدد ۳' ص ۱۷۲-۱۷۵)

سالانہ خریدار توجہ فرمائیں

- آخر ماہ تک آپ کو پرچہ موصول نہ ہو'
- یا آپ پتے کی تبدیلی چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے خط میں خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔
- خریداری نمبر لفافے پر درج ہوتا ہے۔

مینیجر ترجمان القرآن